اپنی جیسی سب ہی کوششیں کیں لیکن وزیر داخلہ کی بیدار مغزی پھر کام آئی، اُن کی ہدایت پر تمام ریاستی حکومتیں اپنی اپنی جگہ ہوشیار اور چوکنی ہوگئیں اور انھوں نے سخت تادیبی کارروائی کرکے فرقہ پرستوں کے حوصلے پست کر دیئے۔

بہر حال جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا۔ سوچنا یہ ہے کہ آخر دونوں ملکوں میں یہ صورتِ حال کب تک رہے گی؟ مذہب۔ اخلاق، انسانیت، شرافت اور تہذیب ان سب سے صرفِ نظر کرکے صرف یہ دیکھئے کہ جس ملک کے فتنہ پرور عناصر اپنے ذلیل اور کمینہ مقاصد کو پورا کرنے کے لئے بہیمیت اور درندگی کا اس قدر شدید مظاہرہ جب چاہیں کرتے ہیں کیا یہ لوگ خود حکومت کے باغی ملک کے دشمن اور وطن کی سلامتی کے لئے عظیم خطرہ نہیں ہیں؟ مجرم کوئی فرد ہو یا جماعت! اگر آپ کسی وجہ سے آج مجرم کو واقعی سزا نہیں دیتے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ کل آپ خود اُس کے جرم کا شکار بنیں گے! اس لئے اصل سوال قانون کے احترام اور ملک کی حفاظت کا ہے "اقلیتوں کے ساتھ اگر ہمدردی نہیں ہے تو نہ ہو، مگر کم از کم اپنے ساتھ تو ہمدردی ہونی چاہیئے۔" ع

"تُو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن"

جہاں تک ہندوستان کا معاملہ ہے۔ مغربی بنگال میں یہ واقعات اُس وقت پیش آئے ہیں جبکہ ملک میں چین کے جارحانہ ارادوں کی وجہ سے ہنگامی حالات قائم ہیں اور جبکہ ملک میں اتحاد اور یکجہتی کی بڑی ضرورت ہے۔ اس لئے اب ہم دیکھیں گے کہ جن بدبختوں نے ایسے نازک وقت میں ملک کی فضا کو مسموم کیا ہے۔ حکومت اُن میں سے کتنوں پر بغاوت اور قانون سے سرکشی کے مقدمات چلاتی اور مجرموں کو اُن کے کیفر کردار تک پہونچاتی ہے۔

یہاں، ہو یا وہاں! جہاں کہیں فساد ہوتا ہے اُس کی ابتدائی صورت یہی ہوتی ہے کہ صحیح یا غلط کسی واقعہ کو بہانہ بنا کر جلسے منعقد کئے جاتے ہیں، جلوس نکلتے ہیں جن میں سخت اشتعال انگیز تقریریں کی جاتی ہیں اور نفرت انگیز نعرے لگائے جاتے ہیں۔ اخبارات الگ آگ برساتے اور کیچڑ اُچھالتے ہیں۔ یہ سب کچھ تو وہ ہے جو علانیہ اور کھلم کھلا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ فتنہ پرور جماعتوں کی خفیہ میٹنگیں ہوتی ہیں، اور اُن میں اقلیت کو اپنے نافرجام مقاصد کا نشانہ بنانے کے لئے باقاعدہ

پروگرام بنتا ہے، اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے کتنے "رضاکاروں" اور "فدائیوں" کی ضرورت ہوگی؟ ان کے سپرد کیا کیا کام ہوں گے؟ اور وہ کس طرح اور کب انجام دیئے جائیں گے؟ یہ تمام معاملات و مسائل ان خفیہ جلسوں میں طے ہوتے ہیں اور آخر وقتِ مقررہ پر یہ پروگرام شروع ہوجاتا ہے۔ اس پروگرام کی تکمیل میں اگر بدقسمتی سے کہیں پولیس والے بھی شریک ہوگئے تو پھر اقلیت کے سر پر جو کچھ گذرتی ہے اُس کی بلاخیزی نہ پوچھئے! اب غور کیجئے! ان سب میں کون سی بات ایسی ہے جس کا بروقت انسداد حکومت نہیں کرسکتی۔ اُس کے پاس جاسوسی کا نہایت مکمل اور کامیاب نظام موجود ہے، اس کے ذریعہ وہ فرقہ پرستوں کی خفیہ حرکات سے باخبر رہ سکتی اور ان کی ریشہ دوانیوں کا بروقت تدارک کرسکتی ہے۔ جلسوں اور جلوسوں پر پابندی لگاکر دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ سختی، ناطرفداری اور مضبوطی سے کردیا جائے اور اخبارات کو اشتعال انگیز مضامین و بیانات شائع کرنے سے روک دیا جائے تو مشہور ہے "چور کے پاؤں نہیں ہوتے" مجرم حکومت اور اُس کے عمال کو اس درجہ بیدار اور ہوشیار دیکھیں گے تو اُن کو کبھی من مانی کرنے کی ہمت نہیں ہوگی، بس اصل چیز جو درکار ہے وہ ظاہر و باطن کی یکسانیت، دماغ کی صفائی، دل کی پاکیزگی اور ساتھ ہی عزم و ہمت درکار ہے۔ موجودہ فسادات میں جن سنگھ کے لیڈر مسٹر چٹرجی تک نے اس بات کی تعریف کی ہے کہ مشرقی بنگال میں بہت سے مسلمانوں نے اپنے ہم وطن ہندوؤں کی حفاظت کرتے ہوئے جان دے دی اور اسی طرح مغربی بنگال میں کتنے ہی ہندو تھے جو مسلمانوں کی امداد کرنے کے جرم میں مارے گئے۔ یہ علامات بڑی اچھی ہیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سرحد کے اِدھر اور اُدھر ایک شہری ہونے کا احساس ترقی کررہا ہے اِس سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ فسادات صرف چند فتنہ پرور عناصر کا کام ہے ورنہ پوری قوم کا اس سے تعلق نہیں ہے۔ اِن حالات میں ہماری تجویز یہ ہے کہ حکومت ہر شہر میں ایسے بورڈ بنائے جس میں اکثریت اور اقلیت کے بااثر اور مخلص حضرات شامل ہوں، اس بورڈ کا ایک طرف تو کام یہ ہوگا کہ لٹریچر، جلسوں اور تقریبات وغیرہ کے ذریعہ مختلف فرقوں میں اتحاد و یک جہتی پیدا کرنے کی کوشش کرے گا اور دوسری جانب جو مقامی فرقہ پرست جماعتیں ہیں اُن کی سرگرمیوں سے حکومت کو باخبر کرتا رہے گا اور ان سب معاملات میں حکومت کا فرض ہوگا کہ وہ بورڈ کے مشورہ